إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا





رسالہ حل التقدیر

در تصویر عالم پریس لکھنؤ ڈیوڑھی آغا میر طبع شد

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد

سوال عسیر الانحلال

امسال محمود آباد مین بتاریخ ہشتم ماہ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ کہ روز تقسیم حاضری حضرت عباس علیہ السلام تھا مجمع عام مین شیعون کے ایک شیعہ ساکن بھوانی نے اس حقیر سے یہ سوال کیا کہ جناب والا ظاہر یہ ہے کہ جو کچھ مقدر جانب خدای تعالیٰ سے حق مین عبد کے ہوتا ہے وہی بندہ سے سرزد ہوتا ہی خواہ سرقہ وزنا خواہ نماز و روزہ اور علاوہ مقدر کے کچھ بھی کسی بندہ سے سرزد نہین ہوتا ہے پس اس صورت مین ہرگاہ ہر حال مین بندہ عاجز تابع تقدیر رہا پس بندہ کا نہ سرقہ وزنا مین کوئی قصور اور نہ کل حرام مین کوئی جرم لازم آیا تا وہ سزا و عذاب کا مستحق ہو بلکہ جو کچھ کیا اسنے اپنی تقدیر سے کیا نہ تقدیر مین ہوتا نہ یہ واقع کرتا پس بندہ اپنے افعال مین تابع تقدیر خدا ہوکر مجبور و معذور ہوا

حالانکہ مذہب اہل حق مین بندہ فاعل مختار ہی غیر مجبور از جانب
رب غفور رحیم چنانچہ اسی وجہ سے بندہ اپنی نیکی پر ضرور جزا اور بدی پر
ضرور سزا پاتا ہی پس کیا مطلب صحیح ہی تقدیر مقدر کا تا بندہ
موفقت تقدیر مین خارج از مجبوریت ہووے اور فاعل مختار ہونا
اسکا صحیح رہی بنا بر مذہب اہل حق کے اور ثواب و عقاب ضروری دین
ہی باطل نہونے پاوے اور حاصل سوال یہ ہی کہ پابندی تقدیر بندہ کو
پابند شرع نہین ہونے دیتی مثلاً بندہ کو سرقہ مین پابندی تقدیر پابند
شرع نہین ہونے دیتی ہی کہ وہ ترک سرقہ ہی پس شرع مقابل تقدیر
عبث و بیکار ہوگئی حالانکہ شرع ہرگز بیکار نہین ہوسکتی کہ
اسی شرع کی پابندی و مخالفت پر مدار جزا و سزا ہی من اللہ بروز
قیامت اور تقدیر اللہ بھی عبث نہین کہ فعل الحکیم العلیم ہرگز
عبث نہین ہوسکتا ہی فکیف التوفیق بینہما تا کہ صحیح رہے
تقدیر الحکیم اور بھی شرع اوسی خدائی علیم کی اب آپ براہ ہدایت
ایسی عبارت صاف و صریح مین حل اس اشکال عسیر الانحلال کے

فرمائی کہ ہم ایسے جاہل بھی اوسکو سمجھ جائین اور فائدہ تامہ علمیہ
اوٹھائین۔ بینوا توجروا۔

الجواب وباللہ التوفیق والتائید

آگاہ ہو سائل عاقل غیر غافل کہ مراد تقدیر سے کتابت لوح محفوظ ہی
اور تقدیر کرنیوالا مقدر کا بہ نسبت مخلوقات کے وہ عالم الغیب والشہادۃ
قدیم ازلی ہی کہ جسکا علم عین ذات مثل ذات مقدم ہی ازلاً تقدیر
وصاحب تقدیر دونون پر حتماً ببراہین ساطعہ ودلائل قاطعہ
اور یہ دونون موخر ہین علم سے خدای تقدیر کنندہ کی جزماً بدیہتہً
پس معنی تقدیر کے یہ ہین کہ بندہ سے جو کچھ واقع ہونیوالا تھا بعد مستی
وحیات بندہ کی قطعاً چونکہ وہی علم مین اسکی تھا لہذا اوسی علم کی
موافق اللہ تعالی نے مقدر کیا جو بندہ کرنیوالا تھا یعنی لوح محفوظ مین
لکھدیا کہ فلان امر فلان بندہ سے صادر ہوگا اور یہ نہین ہے کہ فعل مقدر
بوجہ تقدیر کے بندہ سے واقع ہوا ورنہ واقع نہوتا تا بندہ مجبور ومعذور
ہووے بلکہ اس تقدیر سے باریتعالی نے اپنے علم ازلی کو ظاہر کیا او

وقفیت کو اپنی نسبت کل جزئیات و کلیات کے تا ہر وہ شخص کہ جو
تقدیر عبد پر قبل فعل عبد یا بعد فعل عبد مطلع ہو مثل ملائکہ و انبیا
و ائمہ علیہم السلام کی تفصیل جان لی کہ خداوند عالم عالم ہے کل
کلیات و جزئیات کا مخلوقات سے = اور ہرگز علم و وقوع فعل عبد کا یا
بغرض اظہار علم لکھدینا اس فعل کا کسی نامہ مین علت وقوع فعل کے
نہین ہی عبد سے تا وہ عبد اس فعل کے واقع کرنے مین مجبور و معذور
ہوجاے مثلاً زید کو علم وقوع سرقہ کا نسبت کسی اپنے غلام کے تھا
اور بغرض اطلاع اپنے کسی دوست کی اسنے اس امر کو لکھ بھی دیا تھا او
اوس غلام نے سرقہ کیا تو علم زید کا اور لکھدینا اوسکا سبب
سرقہ غلام کا نہو گا اسلئے کہ اگر قطع نظر کیجاے علم زید اور کتابت سے
تو بھی وہ غلام سرقہ کرتا پس علم زید و کتابت زید کو کچھ بھی دخل
سرقہ غلام مین نہین ہوا تا غلام سرقہ پر مجبور و معذور ہو کر غیر مستحق
سزا کا ہو اور اسی لئے زید کو عالم سرقہ کہتے ہین اور غلام کو سارق
کہتے ہین اسلئے کہ علت فعل سرقہ کی خود ذات غلام ہے نہ علم کسی

دوسریکا اسواسطے کہ سرقہ فعل اختیاری ہی خود سارق کا اور سببِ وجوب
سے از جانب شرع قطع دست کا حکم ہوا نہ بسبب اسی سارق کے نہ بسبب
عالم سرقہ کے = پس تقدیر سے مقصود فقط اظہار علم عالم ہے بذریعہ
کتابت بوقوع فعل اختیاری از عبد بقا بوی عبد اور اس اظہار علم ہر
ایکذرہ بھی تعلق جبر کا نہین ہی عبد پر از جانب علیم و اکبر بوجہِ
پس بندہ مختار ہی جز نانہ مجبور ہے نہ معذور اپنی افعال اختیاریہ مین
اصلا پس اگر وہ فعل عبد کا مامور بہ تہا شرعًا مثل نماز و روزہ کی تو
بجا اوری اس فعل کے حسن اختیار عبد سے ہو گی اور وہ عبد اپنی
اوس عمل خیر پر حتما جزا و ثواب پائیگا روز جزا حسب وعدہ
صاحب شرع اور اگر وہ فعل منہی عنہ تہا شرعًا تو بجا لانا اوسکا سوٴ
اختیار سے عبد کی ہو گا پس وہ عبد اپنے اس عمل بد پر بلا شبہہ سزا
وعقاب پائیگا بروز قیامت حسب وعید صاحب شرع موافق حدیث
ان خیرًا فخیرا و ان شرًا فشرا پس بندہ موافق تقدیر کے بجا لانے
فعل پر ایکذرہ بھی مجبور نہوا اپنی عمل خیر و شر پر بدین وجہ کہ وہ عبد

عمل نیک کو بحسن اختیار خود بجا لاتا ہی اور عمل بد کو بسوء اختیار خود
بلا جبر کسی جابر کی اور اسیوجہ سے بندہ کو فاعل مختار کہتی ہین حسب
مذہب اہل حق ۔ پس وہ عبد فعل ماموریہ شرعی کی بجالانیمین مطیع
خدا ہو کر مستحق ثواب کا ہوتا ہی آخرتمین اور فعل منہی عنہ شرعی کے
بجالانیمین وہ عاصی و نافرمان اپنی مالک کا ہو کر مستحق عقاب کا ہوتا ہی
بروز قیامت پس عبد سرقہ مال و اکل حرام مین مجرم شرع ہو کر مستحق سزا
و عقاب کا ہوا جزما بوجہ نافرمانی اختیاری کی اور موافقت تقدیر بحیثیت
مجبوری نہین ہوئی اسلئے کہ مقصود تقدیر سے فقط اظہار علم امر واقعی کا
ہی بذریعہ کتابت اور علم و کتابت اصلا سبب جبر نہین ہی عبد پر بدیہۃً
اور اسی عدم جبر سے ظالم پر خدا اپنی لعنت کو اور صائم پر اپنی رحمت
کو وارد و لازم کرتا ہی پس اگر عبد اپنے افعال اختیاریہ مین مجبور ہوتا
تو اوس پر نہ لعنت ہو سکتی نہ رحمت باری بوجہ بے اختیاری
بلکہ بندہ فاعل مختار ہی اپنے افعال اختیاریہ مین جیسا کہ گذرا اور یہی وجہ ہے
عبد ظالم مستحق لعنت اور عبد صائم مستحق رحمت ہوتا ہی جانب

رہا عادل سے الغرض تقدیر کرنا خدا کا علت وقوع فعل عبد نہیں ہے
اور سوا اظہار علم کے اپنی اولیا اور احبا پر کوئی تعلق اسکو فعل عبد سے
نہیں ہی پس تقدیر کرنے میں خدا کی ایکذرہ بھی جبر نہیں ہی عبد پر جانب خدا
سے بہیئتہ بلکہ وقوع حتمی فعل کا عبد سے نفس الامر میں سبب ہے تقدیر مقدر
کا نہ تقدیر مقدر سبب ہے وقوع فعل کا عبد سے مثل اسکے کہ جیسا گھوڑا
نفس الامر مین تھا ویسے ہی تصویر اوسکی ہے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ
جیسی تصویر تھی ویسا گھوڑا ہو گیا پس یہان بھی یہی حال ہے کہ جو فعل
اختیاری عبد کا جسطرح عبد سے نفس الامر مین واقع ہونے والا تھا ویسا ہی
علم اسکا باری تعالی کو قبل سے ہو گیا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ جیسا علم
الٰہی مین گذرا تھا ویسا ہی فعل عبد سے بتبعیت علم الٰہی واقع ہوا
حاصل یہ ہے کہ اسپ اصل ہے اور تصویر اوسکی تابع ہے مطابق ہونے مین
اصل اسپ کی پس یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسپ تابع ہے مطابقت مین تصویر کا
بسبب اصالت اسپ کی پس اسطرح فعل عبد اصل ہے اور علم اسکا مطابق
اصل فعل عبد کی ہے اگرچہ مقدم ہو اور ازلی ہو اور یہ نہیں ہے کہ فعل عبد

تابع ہو وقوع اور مطابقت بین علم الٰہی کا بوجہ اصالت فعل کے
پس علم بوقوع فعل عبد علت وقوع فعل عبد نہیں ہے بلا مریہ بلکہ افعال
اختیاریہ عبد قصد و قابوی عبد سے واقع ہوتے ہیں اسی واسطے استحقاق جزا
و ثواب موافقت حکم میں اور استحقاق سزا و عقاب مخالفت حکم میں
واسطے عبد کے حاصل ہوتا ہے پس تقدیر کہ نہیں ہے سوائے اظہار علم کامل ازلی کے
کی کوئی نقص والزام ذات قادر منعام پر جائز و وارد نہیں ہو سکتا ہے
لانہ تعالیٰ شانہ لا یفعل قبیحا و لا یخل بواجب یعنی اسلیے کہ
وہی اللہ تعالیٰ نہیں کرتا ہے کوئی فعل قبیح بوجہ علیم و قادر و غنی بالذات
ہونیکے اور اخلال کرتا نہیں یعنی ترک کرتا نہیں کسی فعل واجب
الوقوع کو حسب ارادہ و حکمت کاملہ خود فانہ علیم حکیم قدیر
الحاصل تقدیر ایک اظہار و بیان ہے امر واقعی حتمی الوقوع کی وقوع
کا عبد سے حتما باختیار عبد بلا جبر جابر اور دلیل قطعی ہے امر و نہی کا
ہونا بعد التقدیر اسکی طرف عبد کے اور متابعت امر و نہی پر وعدہ جزا
اور مخالفت امر و نہی پر وعید سزا کا ہونا واسطے عبد کے اور جبر میں نہ

عبد لائق سزا ہو نہ مستحق جزا کما ادعیتم علی لعل البصیلیۃ و اولی النہی
پس تقدیر اجبار نہیں ہو بلکہ اختیار ہی واقع ہوتی ہے ہر وقت عبد کے
از جانب عالم ازلی صادق لیکن بیان کرے خلاف کا وقوع نہیں ہے
اس عبد سے درہم و دکان ان و تشریع کا جاری کرنا یعنی امر و نہی کا
جاری کرنا عبد پر بعد التقدیر نہیں ہے مگر اختیار و امتحان عبد
بعمل عمل حسن اختیار خود اور بترک عمل بسوء اختیار خود اور وجہ
اس اختیار و امتحان کی یہ ہے کہ تا منکشف ہو جاوے سب پر حال
تابع و تارک دونوں کا پس تابع کو بوجہ متابعت حکم کی جزا و ثواب
دیا جاوے اور تارک کو بسبب مخالفت حکم کی سزا و عقاب بے ہا
پیش ہے کہ ہرگاہ خدا کو علم تھا عدم تحمل ایمان کا بہ نسبت کسی کافر
کی یا علم تھا عدم ترک فسق کا بہ نسبت کسی فاسق کے تو ایسے کافر کو حکم
ایمان لانیکا اور فاسق مذکور کو حکم ترک فسق کا کیوں دیا درحالیکہ
موافق اپنے علم کامل کے وہ کتابت مقدر کر چکا تھا کہ نہ وہ کافر
ایمان لائیگا مثل فرعون لعین کے اور نہ وہ فاسق ترک فسق کریگا

مثل فرعون ثانی کے پس علم عبث ہوا اور بیکار پس دفع اس شبہ کا اسطرح ہی کہ کافر و فاسق اپنے کفر و فسق مین مجبور نہین نہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا البتہ علم الٰہی مین اونکا نہ ایمان لانا اور نہ اطاعت کرنا گذرا ہی اور صرف علم عدم ایمان و اطاعت مانع خطاب نہین ہوتا ہی ہان اگر مسلوب الاختیار ہوتی تو خطاب با یمان و اطاعت قبیح ہوتا و اذ لیس فلیس اور یہان سبب خطاب کا محض ختم حجت ہی عبد پر جانب معبود سے حسب قول خود باری تعالیٰ فللہ الحجۃ البالغہ اسی لئے ہمیشہ خدا کی حجت بندہ پر تمام ہوا کرتی ہی خدا تعالیٰ کبھی محجوج و ملزم نہین ہوتا ہی اور بندہ کی حجت کبھی خدا پر تمام نہین ہوتی ہی بلکہ بندہ ہمیشہ محجوج و ملزم ہوتا ہی بمقابل خدا پس اگر صرف علم عدم ایمان و اطاعت کی وجہ سے خدا اونسے خطاب نفرماتا اور قیامت مین کفر و فسق پر عذاب کرتا تو امر بالعکس ہوجاتا یقیناً بدیہۃً اسلئے کہ بندہ اپنی ماخوذ ہونے پر یہ کہتا کہ اے خدائے عادل تونے خطاب ایمان لانے اور ترک فسق کا مجکو کب کیا کہ مین ایمان لاتا اور ترک

فسق کرتا تیرے خطاب نہ کرنے سے ہین عم ایمان لا یا ادر نہ ترک فسق کیا
مجکو تو ماخوذ کیون کرتا ہی پس اس صورت مین خدا محجوج و ملزم بندہ
سے ہوتا اور حجت بندہ کی خدا پر تمام ہوتی نہ حجت خدا کی بندہ پر
اور وہ اصلا صحیح نہین ہی عقلاً و نقلاً پس خطاب انما ما للحجۃ
من رب الارباب واقع ہوا نہ عبث و بیکار الغرض
یہی دونون امر و نہی مدار جزا و سزا ہین بہ نسبت ہر عبد سے
روز جزا از جانب خالق بہمتا چنانچہ اسیطرف مشیر ہے
کلام ملک علام مَن شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ
پس اس بیان با برہان سے تقدیر و شرع دونونکا اجتماع بلا امتناع
صحیح ثابت رہا بلا اخفا واللہ ھو الھادی الی طریق مستقیم
قررہ وحررہ ورتبہ وھذبہ العبد القاصر العاصی
رضا علی عفی عنہ فی اخر الیوم من اخر الربیعین سنہ ۱۳۰۲ھ

یہ رسالہ خاص مذہب شیعہ کا ہے اہل سنت نہ ملاحظہ فرماویں —

تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر

در بیان مسرت توامان رسالہ شریفہ وعجالہ لطیفہ مصنفہ عمدۃ المحققین
زبدۃ المدققین جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول جناب
المولوی المرزا رضا علی صاحب متع اللہ المسلمین بطول بقائہ
المسمیٰ بہ

رسالہ سہل ممتنع

در حل اشکال متعلق بہ آیہ تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر
بحسن اہتمام وسعی مالا کلام وتصحیح تام سند معتمد داروغہ
سید محمد صاحب زیدت لہ المواہب
المعروف بہ داروغہ چھدن صاحب
مالک مطبع وسید مجتبیٰ حسن منیجر مطبع

در تصویر عالم پریس لکھنؤ ڈیوڑھی آغا میر طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال از علمای امامیہ کثرہم اللہ فی البریہ

کیا مطلب و مراد ہے عزت و ذلت سے جو قول باری تعالی تُعِزُّ مَن تَشَآءُ
وَتُذِلُّ مَن تَشَآءُ مین مذکور ہے اور وہ عزت کون سی تھی جو فراعنہ متقدمین
ومتاخرین کو مع یزید پلید وامثال کو اونکے ملی باوصف بُعد بعید کے
اونکو اللہ تعالی سے اور وہ ذلت کونسی تھی جو مقربان خدا کو خصوصاً حضرات
آل محمد علیہم السلام کو حاصل ہوی باوجود تقرب بعید کے ان سب کو طرف
اللہ تعالی کے حالانکہ خود اللہ تعالی نے سورہ منافقین مین عزت کو خاص
گردانا ہی واسطے اپنی ذات مقدسہ اور واسطے اپنے رسول مقبول ورمومنین کے
کہ فرمایا ہے وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ پس سایل ہدایت طلب ہے

اس امر کا کہ باین اختصاص و تقریب باری مقرب کو بحید ذلت پہونچی
اور منحرف و مردود باری کو بان تبعد بحید عزت بحید حاصل ہوے اسکے
کوئی وجہ صحیح ضرور ہوگی اسلئے کہ خدائیتعالی عادل و صادق ہے لاریب فی
ذالک امیدوار ہے کہ لوجہ اللہ اسکی کوئی وجہ صحیح و وجیہ کہ ضرور ہوگی
زیب تحریر فرمایئے تا باعث تسکین قلب سائل و رافع اختلاج ہو۔

بینوا توجروا

باسمہ سبحانہ ولہ الحمد

الجواب و باللہ التائید والصواب

اولاً ایسے چند امور بطور مقدمہ کے مذکور ہوتے ہین کہ اونہین سے جواب باصواب
ولو بالاجمال بکمال وضوح واضح ہوجائیگا پھر حل اشکال کے بالتفصیل انشاء
اللہ بجلیل سلک تحریر مین منسلک ہوگی بحولہ و قوتہ تعالے

امر اول خداے تعالی علیم ہی بالذات اور علم اوسکا عین ذات ہے
کما تقرر فی مقرہ پس کسی فعل مین اوسکے قبح جہل کو راہ نہین ہوسکتی
ہے بسبب عینیت علم و ذات کی ۔

امر دوم اللہ تعالی قادر بالذات بھی ہی اور قدرت بھی اسکی عین ذات

ہی کما برہن علیہ فی محلہ پس کسی امر مین اوسکے قبح عجز کو دخل نہین ممکن ہے
بوجہ عینیت قدرت وذات کے۔

امر سوم وہ غنی بالذات بھی ہے کما ہو محقق فی علم الکلام پس کسی
فعل مین اوسکے کسی طرح قبح احتیاج کو گنجایش نہین ہوسکتی ہے
بوجہ غنائے ذات کے۔

امر چہارم وہ حکیم مطلق بھی ہے بالذات کما ہو ثابت فی مقامہ
پس کوئی فعل اوسکا خالی از مصلحت وحکمت ہرگز ہونہین سکتا ہے
پس ہر فعل مین اوسکے کوئی مصلحت وحکمت ضرور ہوگی اگرچہ اوس مصلحت کا
ہم پر ظہور نہو مگر ہمارے علم مین نہونے سے خود نفس مصلحت نابود نہوگی
کہ وہ فعل ہی حکیم مطلق وقادر کا پس وقوع قبیح کا مطلقا حکیم مطلق وقادر
وعلیم وغنی بالذات سے محال ہے حتماً وجزماً اسلیے کہ وقوع امر قبیح کا
یا جہل یا عاجزی یا محتاجی سے ہوتا ہے اور ذات کاملہ باری تعالی مین
ان صفات قبیحہ ونقص کا وجود محال ہے یقیناً قطعاً بوجہ عینیت ذات
وعلم وقدرت وغنی کی حسب مقدمات مذکورہ بالا کما لایخفی ؛
پس وقوع امر قبیح کا بھی بدیہۃً اوس سے محال ہوا بلکہ وہ حکیم وقادر

حسب مصلحت و ارادہ خود جسطرح و جسوقت جس شئے کا واقع کرنا اوسکے
علم کامل مین اصلح گذرتا ہے وہ اوسکو ویسیطرح اوسکے وقت اصلح پر
ظاہر و واقع کرتا ہے بارادہ خود بالضرور یا بالتعجیل و تاخیر فانہ علیم حکیم قدیر
پس حاصل یہ کہ وہ حکیم و قادر و علیم و غنی امر قبیح کو کبھی واقع نہین کرتا ہے اور
واجب الوقوع کو ترک نہین کرتا ہے اور یہی معنی ہین عدل خدا کے اور اسی ارادہ سے
کہتے ہین اہل عدل اِنَّ اللّٰہَ عَادِلٌ یعنے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَفْعَلُ قَبِیْحًا وَلَا یُخِلُّ
بِوَاجِبٍ ای اللہ تعالی کوئی فعل قبیح کرتا نہین بوجہ علیم و قادر و غنی بالذات
ہونیکے اور خلال کرتا نہین یعنی ترک کرتا نہین کسی فعل واجب الوقوع کو
حسب ارادہ و حکمت خود پس اسی بیان با برہان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ
جو فعل اللہ بہ نسبت کسی بندہ کے واقع ہو عام اس سے کہ وہ بندہ مقرب بارگاہ ہو
یا وہ مردود ناری ہو اور وہ فعل عام ہے اس سے کہ جسم مردم مین عزت ہو
یا ذلت بالضرور اوس فعل اللہ مین کوئی مصلحت و حکمت صحیحہ و وجہ وجیہ
ہوگی یقیناً نظر خالق حکیم و علیم مین جتنا اسواسطے کہ فعل اللہ مین قبیح کو
صلا راہ نہین ہے حسب مقدمات مسطورہ بالا و نفس الامر مین عزت
وہ ہے جو نظر مالک حقیقی مین عزت ہو اور اسیطرح ذلت وہ ہے جو بلحاظ

مالک حقیقی ذلت ہو اور عزت بندہ کی عند اللہ ایمان ہے باللہ اور
طاعت خدا اور ذلت بندہ کی عند اللہ کفر باللہ ہے اور معصیت خدا
چنانچہ اللہ عزوجل نے اسی عزت وذلت کو بیان فرمایا ہے اپنے قول پاک
تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ یعنی اے تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ بِالْاِیْمَانِ
(اسے عزت دیتا ہو تو جسکو چاہتا ہے بسبب ایمان)
وَالطَّاعَةِ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِالْکُفْرِ وَالْمَعْصِیَةِ پس بندہ مومن
(اور طاعت کے اور ذلت دیتا ہے تو جسکو چاہتا ہے بسبب کفر و معصیت کے)
مظلوم اگرچہ نظر ظالم واتباع ظالم میں ذلیل دکھائی دے مگر نظر خالق
عادل میں وہ مومن ہر حال میں معزز و رفیع الدرجات رہتا ہے بوجہ عزت
ایمان وطاعت کی اور بندہ ظالم کافر ہو یا منافق اگرچہ نظر امثال میں اپنے
وہ معزز سمجھا جاے مگر نظر مالک عادل میں دائما ذلیل وخوار ولائق درکات
نار ہوتا ہے بوجہ ذلت کفر ونفاق کے پس جسطرح مقدمہ عبادت کا عبادت
ہوتا ہے مانند وضو کے مثلاً اوسی طرح جو ذلت مقدمہ عزت ابدیکا واقع ہو
وہ عزت ہے نظر خالق حکیم میں نہ ذلت اور جو عزت مقدمہ ذلت ابدیکا واقع
ہو وہ ذلت ہے نظر خالق عادل میں نہ عزت پس فراعنہ متقدمین و متاخرین
وامثال کو اونکے جو ظاہرا عزت فانیہ ملک ومال وحکومت باطلہ محضہ
حاصل ہوی وہ مقدمہ ذلت ابدیہ کا ہو کر پیش خالق علام وہ ذلت واقعیہ

مخصنہ ہوئی بوجہ کفر و نفاق کے نہ عزت واقعیہ اور مقربان خدا خصوصاً
حضرات آل محمدؐ ارواحنا لہم الفدا کو جو ہاتھ سے ظالمون کے ذلت قید
وقتل وغارت واسیری کی ظاہر مین حاصل ہوئی وہ مقدمہ عزت باقیہ
ابدیہ کا ہو کر پیش قادر بے نیاز وہ عزت حقیقیہ واقعیہ ہوئی بوجہ
ایمان و طاعت خدا کی نہ ذلت واقعیہ حسب مقدمہ مذکورہ بالا بلکہ اُن حضرات
کو علاوہ عزت ابدیہ کی عزت شفاعت بھی حاصل ہوئی من جانب اللہ
مثل رسول اللہ ذٰلِکَ فَضلُ اللّٰہِ یُؤتیہِ مَن یَشاءُ پس اسی عزت ابدیہ
باقیہ واقعیہ حقیقیہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے خدای عادل وصادق نے
اپنے کلام معجز نظام مین وللّٰہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین اور حاصل تقریر
و تحریر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز نہین ذلیل کرتا ہی اپنے اولیا و اصفیا کو اگرچہ
بظاہر بلاے فقر و فاقہ مع دیگر مصائب صعبہ و شاقہ مین مبتلا کرے حسب
مصالح عظیمہ مگر وہ بلایا برسبیل اذلال نہین ہوتی بہ نسبت ونکے کسیطرح
حکیم عادل سے بلکہ وہ بلایا اور تحمل وصبر اون بلایا پر محض ذریعہ ہوتا ہے
اون اولیا کے اعزاز و اجلال کا آخرت مین ابدالآباد حسب تحمل ہر یک
بر مصائب و نوائب از دست ظلمہ کفرہ تا غیر متحمل بلایا بہ مستدعی اوس

اعزاز و اجلال کا نہو سکنے بسبب عدم تحمل کے اور وجہ اوسکی یہ ہے کہ ابتلا
ببلایا اولیاے خدا کو کھینچتا ہے طرف صبر کرنے کے بلایا پر با قوت دفع
بوجہ تقرب باخدا اور با قدرت اعجاز بر اہلاک اعدا مگر با اینہمہ صبر و تحمل
کرنے سے بلایا پر صاف ظاہر ہوتا ہے کمال ایمان باللہ اور ایقان و عرفان
تام بایزد منان پس وہ اولیائے خدا بوجہ ابتلا ببلا اور صبر و تحمل کرنے پر مستحق
ہوتے ہین مراتب رضوان اللہ و قرب اللہ کے حسب مراتب ابتلاء و صبر
کی کہ غیر اونکا اوس مراتب اعزاز و اجلال پر فائز نہین ہو سکتا بوجہ عدم
تحمل کے پس یہ ابتلا ببلایا و صبر و تحمل بر بلایا مقدمہ اجلال ہو کر خود اجلال
ہوا حسب مقدمہ مذکورہ بالا نہ اذلال ہیش قادر ذو الجلال اور مثال
اس ابتلاے اولیاء اللہ کی جو مقدمہ اجلال ہو کر خود بھی اجلال ہوا طلاے
احمر ہے کہ جب وہ مصیبت پگھلنے اور زحمت چوٹ پر چوٹ کھانے کی
اوٹھاتا ہے تب وہ اشرفی بنکر سکہ رائج سلطان ہوتا ہے اور اعداے دینکو
فراعنہ ہون یا غیر فراعنہ جو عزت مال و حکومت باطلہ ملی وہ بر سبیل
اعزاز اونکو نہین ملی بلکہ وہ بر سبیل استدراج ملی یعنی ظاہر مین احسان
اور باطن مین خذلان پس وہ عزت دولت واسطے ذلیل کرنیکے ملی

ہی اونکو آخرت مین نہ واسطے اعزاز و اجلال کے چنانچہ یہی استدراج باعث
اذلال کو خود خداے تعالی قرآن شریف کے پارہ نہم در کوع سیزدہم مین
فرماتا ہے وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا
يَعْلَمُونَ اے جن لوگون نے تکذیب کی ہماری آیات کی قریب ہے کہ
کھینچین ہم تھوڑا تھوڑا طرف اوس چیز کے کہ ہلاک کرے اونکو اسطرح
سے کہ وہ نہ جانینگے کہ کیا ارادہ کیا گیا ہی ساتھ اونکے اس حال دینی سے
اور یہی کو استدراج کہتے ہین یعنی خداے تعالی تواتر کرے اپنی نعمات کا باوجود
منہمک ہونے اُن لوگونکی گمراہی و نافرمانی مین پس جسقدر وہ لوگ
نعمت زیادہ پائین اونکی نافرمانی زیادہ ہو اور تجدید معصیت کرین پس
درجہ درجہ ہر نعمت پر وہ معاصی مین داخل ہون بسبب تواتر نعمت کے بگمان
اس امر کے کہ یہ تواتر نعمات واسطے ہمارے حاصل ہی من اللہ اور یہ باعث
ہمارے تقرب الی اللہ کے ہی حالانکہ وہ تواتر نعمت خذلان و موجب
بے نصیبی ہی جانب خدا سے اور سبب اوسکا تقرب نہین ہے بلکہ
بُعد و دوری ہی اللہ تعالی سے وَأُمْلِي لَهُمْ اے مہلت دیتا ہون مین
اونکو اِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ اے گرفتار کرنا میرا شدید ہی اور اس اخذ شدید کو

خدا تعالی نے کید متین فرمایا ہے بدین توجہ کہ وہ شبیہ ہے کید سے باین حیثیت
کہ ظاہر مین استدراج احسان ہے اور حقیقت مین خذلان و حرمان ہے
کذا فی تفسیر المدارک ۔ پس مراد استدراج خدا سے یہ ہے کہ کسی کو
گناہ پر ابتدائً گرفتار نہ کرے بلکہ اوسکو مہلت دے اور روز بروز نعمت
اوسکو زیادہ عطا کرے اور وہ غافل اسکے انجام سے ہو آخر کو معاذ اللہ
اوسکو گرفتار کرلے اعوذ باللہ من الاستدراج چنانچہ اسی معنی سے
دعاے عرفہ مین صحیفہ کے یہ فقرہ وارد ہوا ہے ولا تستدرجنی باملائک
لی یعنی خداوندا استدراج نہ کر تو ساتھ میرے بسبب مہلت دینے کے مجکو
اے تا غافل ہو جاؤن مین ۔ اور صاحب مجمع البیان مقام بیان استدراج
مین اس حدیث کے ناقل ہین کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب
واقع کرے بندہ کوئی گناہ اور نعمت جدیدہ اوسکو خدا عطا فرمائے پس یہ بندہ توبہ
و استغفار اوس گناہ سے نہ کرے پس یہی استدراج ہے اے معنے استدراج کے
یہی ہین کہ جون جون بندہ گناہ کرے خدا تعالی اوسے نعمت زیادہ دے تاکہ حجت
خدا اوسپر تمام ہو اور وہ گرفتار عقاب خداوند قہار ہو پس اب کالشمس
فی نصف النہار ہویدا و آشکار ہو گیا کہ فراعنہ متقدمین و متاخرین

مع دیگر مثال کو اونکی کثرت مال وغیرہ کا ملنا بحیثیت اعزاز و اجلال نہ تھا
بلکہ محض بر سبیل استدراج و امہال تھا حسب شہادت خود باری تعالے
بقول خود سنستدرجہم اللہ جیسا کہ مذکور ہوا پس استدراج من اللہ المتعال
بد ترین اذلال و باعث نکال ثابت و واضح ہوا واسطے فراعنہ و امثال
فراعنہ کے بوجہ کفر و نفاق کے پس اب تو استدراج باعث اذلال کو
اعزاز و اجلال کہنا ایسا ہے کہ جیسے سراب کو پانی حالانکہ وہ خاک ہے
اور مثال استدراج کی یعنی جو نعمت ظاہر مین احسان اور نفس الامر مین
دلیل خذلان و موجب حرمان ہو یہ ہے کہ کوئی سلطان عادل اپنے
کسی غلام نافرمان بعید کی گردن مین ایک زنجیر طلا مرصع بیاقوت وزبرجد
والماس بیش بہا قیمتی ننانوے کرور کی کہ وہ نفس الامر مین پہانسی ہو
بر سبیل احسان ظاہر مین ڈالی اور وہ غلام عاصی متمرد اسکو بہ نسبت
اپنے اعزاز و احسان سلطان سمجھکر خوش و مسرور ہوکر چلی
پس وہ زنجیر ادنی تکان مین اوسکے گلو کی پہانسی ظاہر ہوکر مہلک
ہو تو کوئی شخص اس عطائے سلطان کو بہ نسبت اوس غلام کے
اعزاز و اجلال نہ کہے گا بجز اس کہنے کے کہ بادشاہ عادل نے اس

غلام نافرمان بجید کے ساتھ استدراج کیا یعنی ظاہر مین احسان
اور حقیقت مین حرمان بلکہ ہیجان باذلال کیا بوجہ نافرمانی بجید کے
اعاذنا اللہ من الاستدراج اب فراعنہ وامثال فراعنہ کو سوائے
استدراج کے کہ عین اذلال من اللہ المتعال ہے ایکذرہ بھی عزت
واجلال کا نشان نہ ملا اور مقربان قادر ذوالجلال کو سوائے اعزاز
وجلال کے ایکذرہ بھی شبہ اذلال کا حاصل نہین ہوا بلکہ صبر و
تحمل اونکا بلایا اور رزایا پر باعث ظہور کمال ایمان وعرفان
اور سبب حصول مدارج بے انتہا یدار بقا از جانب عادل ہمیشہ
ہوا واللہ ہو الہادی الی صراط مستقیم تمام شد جواب مسمی بسہل ممتنع
کتبہ ونمقہ العبد العاصی رضا علی عفی عن جرائمہ یوم الخمیس الخامس عشر
من شہر رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ ہجری بقلمہ